Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
فاطمہ ملک
گھنگرو ہوں عورت تو نہیں میں

گھنگھرو ہوں عورت تو نہیں میں

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

از قلم فاطمہ ملک

All Rights Reserved

Copyright: Fatima Malik (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

Safar-e-Adab BEING THE STRING OF YOUR KITE

ضروری بات

گھنگھرو ہوں عورت تو نہیں میں کے تمام جملہ حقوق لکھاری "فاطمہ ملک" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

قسط نمبر:02

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

دل تو کہیں ہے مگر دل کے آس پاس
پھرتی ہے کوئی شے نگاہ یار کی طرح

تاشہ خاکی

اکثر لڑکیاں جو بظاہر ہنستی مسکراتی نظر آتی تھیں کہیں نہ کہیں دل کی گہرائی میں اداسی نے ڈیرا ڈال رکھا تھا۔ کبھی تنہائی میں گھر والے یا ماضی انھیں پریشان کرتا اور کبھی سب میں ہوتے ہوئے بھی وہ ماضی کی یاد میں کھو جاتیں۔

تاشہ خاکی اور ترنم فضا میں کافی گہری دوستی تھی اور دونوں ایک ہی کمرے میں بھی رہتی تھیں۔ دونوں ہی ابھی تک ایک دوسرے کے ماضی سے بے خبر تھیں۔ ترنم فضا نے محسوس کیا کہ تاشہ خاکی آج ہمیشہ کی نسبت زیادہ اداس ہے۔ تاشہ وہ لڑکی تھی جو کسی ہوس کے مارے کے بستر پر نہیں جاتی تھی۔ وہ بس رقص اور سگنیت کی محفل کا حصہ ہوتی تھی۔ ترنم فضا کچھ دیر تو خاموشی سے تاشہ کے ساتھ چلتی رہی پھر اس نے پوچھ ہی لیا کہ "کیا ہوا ہے اتنی کیوں اداس ہو؟"

تاشہ خاکی جس کا رونے کو بہت دل چاہ رہا تھا خود کو ملامت کرتے ہوئے بولی "ہم لڑکیاں بھی کتنی نادان ہوتی ہیں۔ ایک لمحہ لگاتی ہیں اپنی زندگی برباد کرنے میں۔ وہ ایک لمحہ جس کی قیمت ہمیں باقی ساری عمر چکانی پڑتی ہے۔ وہ ایک لمحہ جو ہماری زیست پر بھاری ہوتا ہے وہ ہماری خوشیوں اور رشتوں کو ہی نہیں بلکہ ہمیں بھی کھا جاتا ہے۔ جھوٹے عاشقوں کی سستی محبت اور چکنی چوپڑی باتوں میں آکر ہم اپنے والدین کی محبت، عزت اور قربانیوں کو بھول جاتے ہیں۔"

ترنم خاموشی سے تاشہ کی بات سن رہی تھی۔ تاشہ کچھ قدم آگے چل کر بینچ پر بیٹھ گئ۔ ترنم بھی اس کے ساتھ چلتی ہوئی پاس ہی بیٹھ گئی۔ تاشہ کی آنکھیں آنسوؤں سے نم تھیں۔ اس نے جیسے ہی پلکیں جھپکائیں آنسوؤں کا ایک ڈھیر اسکی آنکھوں سے نکل کر گال بھوگتے ہوئے اس کے کپڑوں میں جذب ہو گیا۔

ترنم نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا" کیا ہوا تاشہ؟"

تاشہ بھیگی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی" تمھیں پتا ہے میں یہاں اپنی ہی غلطی بلکہ گناہ کی وجہ سے پہنچی ہوں۔"

ترنم جان گئی تھی کہ اس وقت تاشہ بہت اداس ہے۔وہ جب تک دل کا بوجھ ہلکا نہیں کرے گی یوں ہی بے چین رہے گی۔ترنم نے تاشہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا" کیا مطلب ہے اس بات کا؟"

ترنم کو تاشہ کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی سنائی دے رہی تھی وہ بتانے لگی کہ" میں ایک درمیانے طبقے سے تعلق رکھتی ہوں۔میرے والد کی پرچون کی دکان تھی۔انھوں نے دن رات محنت کر کے ہم چاروں بہن بھائیوں کو پڑھایا لکھایا اور ہم سب کی اپنی بساط کے مطابق ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کی۔ مجھ سے بڑے دو بھائی ہیں اور چھوٹی ایک بہن۔سب سے بڑا بھائی شادی شدہ ہے جبکہ امی ابو چاہتے تھے کہ دوسرے بھائی کی شادی سے پہلے میری شادی کر دی جائے۔میرے گریجویشن میں بہت اچھے نمبر آئے تو میرے ابو نے مجھے ایک سستا سا مگر نیا اور خوبصورت فون تحفے میں لا کر دیا۔میں بہت خوش تھی اور سب دوستوں کو کال کر کے بتانے لگی کہ اب میرا اپنا ذاتی فون ہے۔ سب کو میں نے اپنا نیا نمبر سیو کرنے کا بھی کہہ دیا۔"

ترنم خاموشی سے تاشہ کی بات سن رہی تھی۔کچھ دیر رک کر تاشہ نے بات دوبارہ شروع کی" اب میرے والدین میرے لئے رشتے دیکھنے لگے۔ تمہیں اندازہ ہو گا کہ درمیانے طبقے کے لوگ بیٹیوں کے پیدا ہوتے ہی جہیز بنانا شروع کر دیتے ہیں۔میرا ابھی تقریباً سارا جہیز تیار تھا۔بس زیور اور کپڑے تھے جن کی تیاری کرنا تھی تاکہ جیسے ہی کوئی مناسب رشتہ ملے گا تو فوراً شادی کر دی جائے۔میری بھابی امید سے تھیں تو گھر کے زیادہ کام میں ہی کر دیا کرتی تھی۔ ایک دن میں دوپہر کا کھانا بنا رہی تھی جب میرے فون پر کسی انجان نمبر سے کال آئی۔میں نے فون اٹھایا تو دوسری طرف کوئی لڑکا تھا۔میں نے رنگ نمبر کہہ کر کال کاٹ دی۔اسی رات میں سونے لیٹی تو اسی انجان نمبر سے دوبارہ کال آگئی۔میں تو دن کی کال کی بات ہی بھول گئی تھی۔اس سے پہلے کہ میں رانگ نمبر کہہ کر کاٹتی دوسری طرف سے موجود لڑکے نے کہا دو منٹ میری بات سن لیں پھر کال کاٹ دینا۔"

ترنم کی بے چینی بڑھی اور پوچھا" پھر۔۔کیا تم نے اس کی بات سنی یا کال کاٹ دی؟"

تاشہ روہنسی آواز میں بولی" کہاں کاٹی میں نے کال۔یہی وہ لمحہ تھا جہاں سے میری زندگی کی بربادی کی شروعات ہوئی۔ میری چھوٹی بہن میرے ساتھ کمرے میں سوتی تھی۔وہ نیند میں بولی آپی اتنی رات کو کس کی کال آگئی ہے۔میں نے

اسے کہا سو جاو تمہیں صبح اسکول جانا ہے۔ میری دوست ہے کچھ ضروری بات کرنی ہے اس نے۔"

ترنم "تو مطلب تم نے اس کال والے لڑکے سے بات کی؟"

تاشہ "ہاں میں نے خود اپنی تباہی کو آواز دی اور کال کرنے والے سے کہا کہ بولو کیا کہنا ہے میں سن رہی ہوں۔ کال کرنے والا بڑے میٹھے اور محبت بھرے لہجے میں بولا دراصل صبح تو کال غلطی سے مل گئی تھی مگر اب میں نے کال خود کی ہے۔ تمہاری آواز اتنی خوبصورت ہے کہ میرے دل نے مجھے مجبور کر دیا تمہیں دوبارہ کال کر کے تمہاری آواز سنوں۔ میرا دل جیسے ایک دم حلق میں آ گیا اور میں نے کال کاٹ دی۔"

ترنم جو پوری توجہ سے تاشہ کی بات سن رہی تھی اس کے چپ ہونے پر سوالیہ انداز میں بولی" پھر کیا اس نے دوبارہ کال نہیں کی یا تم نے وہ نمبر بلاک کر دیا۔"

تاشہ اپنے بہتے آنسو پونچھتے ہوئے بولی" نہ تو میں نے نمبر بلاک کیا اور نہ اس نے کال کرنا بند کیا۔ بلکہ اب اس کا معمول بن گیا روز کال کرنا اور میری بہت ساری تعریفیں کرنا۔ عمر کے اس حصے میں اپنی تعریفیں سننا بہت اچھا لگتا ہے۔ بات صرف تعریف کی نہیں تھی اس نے ایک دن اظہار محبت ہی کر دیا۔"

ترنم حیران ہوتے ہوئے" کیا اس نے تمہیں کہیں دیکھا تھا؟"

تاشہ روتی ہوئی ایک دم قہقہہ لگانے لگی اور پھر ایک دم رک گئی۔ چند سیکنڈ رکنے کے بعد بولی" اسی بات سے تو میں متاثر ہو گئی کہ بنا دیکھے اسے میں اچھی بھی لگنے لگی اور محبت بھی ہو گئی۔ میں نے اس سے یہی سوال کیا تھا کہ تم نے تو مجھے دیکھا بھی نہیں محبت کیسے ہو گئی۔"

ترنم ایک دم بات کاٹتے ہوئے بولی" پھر اس نے کیا کہا؟"

تاشہ مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجاتے ہوئے بولی" اس نے کہا جس کی آواز اتنی خوبصورت ہے وہ خود کتنی خوبصورت ہو گی اور پھر مجھے تو پہلی محبت تمہاری آواز سے اور دوسری تمہاری باتوں سے ہوئی ہے۔ میں اس کا جواب سن کر ہواوں میں اڑنے لگی۔"

ترنم نے گہری سرد سانس لی اور تاشہ بات جاری رکھتے ہوئے بولی "اسی دوران میرے والدین کو میرے لئے ایک لڑکا پسند آگیا اور رشتے کی بات چلنے لگی۔ میں نے اس کال والے لڑکے جس کا نام مزمل تھا اس سے کہا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو جلد از جلد اپنے والدین کو میرے گھر بھیجو ورنہ میرے امی ابو میری کہیں اور شادی کر دیں گے۔ کچھ دن تو وہ حالات رہا مگر میرا اصرار بڑھا تو اس نے کہا میرے پاس ابھی کوئی نوکری نہیں ہے۔ ایسے میں میرے گھر والے پہلے تو رشتہ لے کر ہی نہیں آئیں گے لیکن اگر میں نے انھیں منا بھی لیا تو تمہارے گھر والے کبھی کسی بے روزگار سے تمہارے شادی نہیں کریں گے۔"

ترنم جو تاشہ کو مسلسل روتا دیکھ کر خود بھی بہت اداس ہو گئی تھی۔ اس نے سوالیہ انداز میں کہا کہ "اگر ایسا ہی تھا تو پہلے ہی کیوں اس نے اس راہ کی طرف قدم بڑھائے جن کا کوئی مستقبل نہیں تھا۔"
تاشہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا کہ "میری آنکھوں پر اس کی محبت کی ایسی پٹی بندھی تھی کہ یہی بات تو مجھے سمجھ نہیں آئی اس وقت۔ میں اس کی بات پر بہت پریشان ہو گئی اور روتے ہوئے میں نے اسے کہا کہ میں تمہارے بنا زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ دو دن تک وہ مجھے دلاسہ دیتا رہا اور اپنی مجبوریوں کی روداد سناتا رہا۔ تیسرے دن مزمل نے مجھے کہا کہ تاشہ بہت سوچ بچار کے بعد میں نے ایک حل نکالا ہے اور اتنی بات کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے پوچھا کیا ۔۔ کیا حل نکالا ہے؟"

اتنا کہہ کر تاشہ بھی چپ ہو گئی جیسے اس کی آواز ہی اس سے چھن گئی ہو۔ ترنم کچھ دیر تاشہ کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرتی رہی مگر تاشہ نے دوبارہ بات شروع نہ کی تو ترنم نے بے چین ہو کر پوچھا" تاشہ کیا حل نکالا تھا مزمل نے؟"
تاشہ نے نظریں اٹھا کر ترنم کی طرف دیکھا اور بولی" مزمل نے کہا کہ ہم دونوں بھاگ کر نکاح کر لیتے ہیں۔ نکاح کے بعد تمہارے اور میرے گھر والوں کو ہمارے اس رشتے کو ہر حال میں ماننا پڑے گا اور میں اس کی باتوں پر یقین کر بیٹھی۔"

ترنم نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا" باتوں پر یقین کر لیا کا کیا مطلب؟ تم بھاگ کر نکاح کرنے پر راضی ہو گئی۔"
تاشہ نے بنا ترنم کی بات کا جواب دیئے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا" مزمل نے کہا کہ پہلے چند دن تو ہمیں کہیں اور

رہنا پڑے گا تو میں گھر سے پیسے اور اپنی امی کی الماری سے ان کا زیور لیتا آوں گا۔ تم بھی اپنی شادی کا زیور اور پیسے لیتی آنا تاکہ چند دن کہیں رہنے کی جگہ اور کھانے پینے کا بندوبست ہوسکے۔ مزمل نے مجھے اتنا یقین دلایا اور تسلی دی کہ مجھے لگا کہ سچ میں کچھ دن بعد سب کچھ بلکل نارمل اور ٹھیک ہو جائے گا۔"

ترنم خاموشی سے تاشہ کی سب باتیں سن رہی تھی۔ تاشہ کچھ سیکنڈ رکی اور دوبارہ بات شروع کرتے ہوئے بولی" میں بہت بے چین اور عجیب کشمکش کا شکار تھی کہ کیسے زیورات اور پیسے نکالوں۔ دن بھر تو گھر کے کاموں میں امی کی مدد کرتی رہی اور اس کوشش میں رہی کہ میں بظاہر بلکل نارمل نظر آوں۔ ابو اور بھائی کام پر تھے۔ بھابی کا آخری مہینہ چل رہا تھا تو وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہیں تھیں۔ چھوٹی بہن اسکول تھی جب پڑوس کی ہمسائی امی کو میلاد کے لئے بلانے آئی۔ بس وہی پل تھا جب میں نے اپنے ہی گھر میں اپنی ہی شادی کی چیزوں پر ڈاکہ ڈالا۔ سارا زیور اور امی کی الماری سے پیسے نکال کر بیگ میں ڈال دیئے۔ گھر کا پتا میں پہلے ہی مزمل کو سمجھا چکی تھی۔ وہ بھی مجھے بتا چکا تھا کہ وہ کس رنگ کے کپڑے پہن کر آئے گا اور اس کی موٹر سائیکل کا نمبر بھی تاکہ پہچاننے میں مشکل نہ ہو۔ رات ایک بجے مزمل کی کال آئی کہ میں تمہارے گھر کے باہر کھڑا ہوں۔ جلدی باہر آجاو اس سے پہلے کہ کوئی مجھے یہاں کھڑا دیکھ لے۔"

تاشہ کی آنکھوں کے سامنے ماضی ایک فلم کی طرح گھومنے لگا۔ اس نے چند سیکنڈ رک کر سانس لی اور آنسو پونچھتے ہوئے بولی" میں نے سامان اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازے سے پاوں باہر نکالتے ہوئے ایک بار دل بہت زور سے دھڑکا کہ جیسے سب کچھ اگلے لمحے ہی ختم ہو جائے گا۔ کوئی غیبی طاقت جیسے مجھے باہر جانے سے روک رہی تھی کہ باہر گئی تو واپسی ممکن نہیں مگر پھر مزمل کے الفاظ میرے کانوں میں گونجنے لگے تاشہ مجھ پر بھروسہ کرو۔ میں بہت جلد سب ٹھیک کر دوں گا۔ میں اگلے لمحے اپنے سب محبت کرنے والوں کی محبت اور عزت کو پیروں میں روندتی ہوئی گھر سے باہر آ گئی۔ اب میں انجان انسان کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر انجان راہوں کی طرف چل پڑی۔"

تاشہ کی آواز جیسے گلے میں ہی پھنسنے لگی۔ تاشہ خاموش ہوئی تو ترنم آگے کی داستان سننے کے لئے اسے بے تاب نظروں سے دیکھنے لگی۔ تاشہ کی خاموشی نے ترنم کو مجبور کر دیا کہ وہ سوال کرے۔ ترنم نے بے تابی سے پوچھا" پھر کیا ہوا۔ تم یہاں کیسی پہنچی؟"

تاشہ رونے لگی اسے روتے دیکھ کر راحیلہ اور افشین جو واک کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزر رہی تھیں وہیں رک گئیں۔ تاشہ اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے چھپاتے ہوئے بولی" وہی جو مجھ جیسی بیوقوف لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔"

راحیلہ اور افشین جو چند لمحے پہلے ہی تاشہ کو روتے ہوئے دیکھ کر اس کے پاس آئیں تھیں ایک دم دونوں ساتھ میں یک آواز ہو کر بولیں "کیا مطلب کیا ہوا تمہارے ساتھ ؟"

تاشہ نے ترنم کی طرف دیکھا اور بولی" آبادی سے کچھ دور جانے کے بعد مزمل نے موٹر سائیکل روک دی کہ موٹر سائیکل خراب ہو گئی ہے۔ میرا بیگ اس نے کیریئر سے باندھ رکھا تھا۔ زیور اور پیسے بیگ میں تھے۔ کچھ دیر ہم دونوں پیدل چلتے رہے پھر سامنے اشارہ کرتے ہوئے مزمل بولا تم یہیں رکو وہ سامنے پیٹرول پمپ ہے یقیناوہاں کوئی مکینک بھی ہو گا میں موٹر سائیکل وہاں لے جاتا ہوں مرمت کروا کر ابھی واپس آیا۔ میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ مزمل میرے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بہت ہی والہانہ انداز میں بولا بلکل نہیں میری جان راستہ بہت ویران ہے اور وہاں کوئی اسٹریٹ لائیٹ بھی نہیں ہے۔ اندھیری رات کا فائدہ اٹھا کر کوئی تمہیں پریشان نہ کرے تم یہیں درخت کے پاس رک جاو یہاں روشنی بھی ہے۔ میں بیگ ساتھ لے جاتا ہوں کوئی تم سے چھین نہ لے ۔میں بس جلدی سے موٹر سائیکل ٹھیک کروا کر آیا"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

راحیلہ نے پوچھا " کیا وہاں تمہیں کسی نے پریشان کیا؟"

تاشہ راحیلہ کی بات کا جواب دیئے بنا اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے بولی" میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تو اس کی محبت کی بھینٹ چڑھ چکی تھی۔ میں نے اس کی بات مانتے ہوئے ٹھیک ہے کہا اور وہ ابھی آیا کہہ کر موٹر سائیکل کے ساتھ ساتھ چلتا کچھ چار قدم آگے بڑھا اور پھر میں نے اپنی آنکھوں سے اسے دو چار قدم کے بعد موٹر سائیکل پر بیٹھتے اور موٹر سائیکل اسٹارٹ کر کے بنا پیچھے دیکھے بہت تیزی سے بھگا کر جاتے دیکھا۔ میرا دل ایک دم جیسے رک سا گیا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ سب کیا ہوا ہے۔ مجھے ڈر لگنے لگا۔ میں نے بہت کال ملائی مگر اس نے میری کال پک نہیں کی۔ اندھیری رات اور ویران سڑک پر درخت کی آڑ میں سمٹ کر چھپ کر بیٹھے جانے کتنی ہی دیر گزر گئی۔ فجر کی

اذان کی آواز سنائی دینے لگی۔ میں نے اب تک کئی سو بار مزمل کو کال ملائی۔ پہلے اس نے کال پک نہیں کی اور بعد میں نمبر بند ہو گیا۔ میں اب جان گئی تھی کہ اس نے واپس نہیں آنا۔"

افشین نے بات کاٹتے ہوئے کہا کہ " تم واپس گھر چلی جاتی اور اپنے گھر والوں سے معافی مانگ لیتی۔"

تاشہ جو مسلسل رو رہی تھی اپنی ان پر قابو پاتے ہوئے بولی" میں نے یہی سوچا تھا۔ واپس جانے کا فیصلہ کرنے میں مجھے دیر ہو گئی۔ مجھے راستے کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ سنسان روڈ پر کس طرف جاوں گی تو گھر پہنچوں گی۔ دن چڑھا اور سڑک پر انسانوں کی آمد و رفت شروع ہوئی تو میں نے لوگوں سے اپنے علاقے کا راستہ پوچھا۔ چادر سے منہ ڈھانپنا اور گھر کی طرف چل دی۔ جب گھر کی گلی میں پہنچی تگھر کے نزدیک خیمہ لگا دیکھا۔ میں نے چہرہ مزید اچھی طرح ڈھانپ لیا اور لوگوں سے پوچھا کہ سب یہاں کیوں اکٹھے ہیں۔ پتا چلا کہ رات اسماعیل خاکی کی بیٹی تاشہ خاکی انتقال کر گئی تھی اور فجر کی نماز کے بعد اسے دفنا دیا جا چکا ہے۔"

ترنم، راحیلہ اور افشین کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔ ترنم نے ایک لمبی گہری سانس لی۔ راحیلہ نے کہا" اوہ مطلب تمہارے گھر والوں نے خود کو بدنامی سے بچانے کے لئے تمہاری جھوٹی موت کی خبر پھیلا دی اور تمہاری جھوٹی نماز جنازہ پڑھ کر قبر بھی گود دی۔ واہ ری قسمت۔ کاش وہ تمہارا انتظار کر لیتے کچھ دیر۔"

تاشہ جو مسلسل رو رہی تھی بولی" مجھے ان سے کوئی گلہ نہیں۔ ان کے پاس میں نے جو ایس ہی کب چھوڑی تھی۔ ان کے پاس دو ہی راستے بچے تھے یا وہ مجھے مار دیتے یا وہ سب مر جاتے۔ مر تو وہ اسی پل گئے جب انھوں نے مجھے گھر نہیں پایا ہو گیا بس میری میت کو بدنامی سے بچایا ہے۔ وہ مجھ سے اتنی محبت کرتے تھے کہ ان سے یہ برداشت نہ ہوتا لوگ میرے کردار پر انگلیاں اٹھاتے۔ گناہ میں نے کیا تھا تو سزا بھی تو مجھے ہی ملنی چاہیئے تھی۔"

تاشہ خاموش ہوئی تو ترنم نے پوچھا" تاشہ تم یہاں طلسماتی محل کیسی پہنچی؟"

راحیلہ بولی" یہ سوال میرے منہ میں تھا۔"

تاشہ نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور آنسو پونچھتے ہوئے بولی" میں وہاں زیادہ دیر رکتی تو کوئی نہ کوئی ہمسائی یا رشتے دار مجھے پہچان لیتا اور میرے والدین کی بدنامی ہو جاتی۔ اسی لئے میں خود کو مزید اچھی طرح ڈھانپتی، چھپاتی چادر میں وہاں

سے کل پڑی۔ میرے پاس نہ کوئی پیسہ تھا اور نہ کوئی ٹھکانہ۔ میں نے دوبارہ مزمل کو کال ملائی مگر بے سود۔ انجان راہوں تیز تیز قدموں سے چل رہی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ اپنے نہ صرف گھر بلکہ علاقے سے بھی اتنی دور نکل جاوں کہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ گرمیوں کی تیز دھوپ میں مسلسل روتے ہوئے بھوکی پیاسی ارد گرد سے بے خبر میں تقریبا دوڑتی جارہی تھی کہ ایک چکر آیا اور میں سامنے سے آتی ہوئی تیز رفتار گاڑی کو دیکھ نہ پائی۔ گاڑی تو میرے قریب پہنچ کر رک گئی مگر میں اس سے پہلے ہی سڑک پر گر چکی تھی۔ گاڑی طلسماتی محل کی تھی اور اس میں جانم بی بیٹھی تھیں۔ ڈرائیور نے ماسی ریحانہ کی مدد سے مجھے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل لے گئے۔ وہاں ڈاکٹروں نے بتایا کہ جسم میں پانی کی کمی اور کمزوری کی وجہ سے میں بیہوش ہوئی تھی۔

میں ہوش میں آئی تو جانم بی نے میرا اپتا پوچھا اور میرے والدین کا نمبر مانگا تاکہ ان سے رابطہ کر کے میرے بارے میں اطلاع دے سکیں۔ میرے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کہ میں انھیں پورا سچ بتاتی۔ میرے سچ بتانے پر جانم بی نے کہا" تم اپنے گھر والوں اور دنیا کے لئے مر چکی ہو۔ تم کس حال میں اب کسی کو اس میں دلچسپی نہیں بلکہ تمہارا وجود ان سب کی زندگیوں کو برباد کر دے گا۔ تم نہ تو گھر جاسکتی ہو اور نہ ہی کسی رشتے دار کے پاس تو اب تمہیں کہاں چھوڑا جائے؟"

راحیلہ بولی" پھر تم نے کیا کہا؟؟"

تاشہ راحیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی" میں نے کیا کہنا تھا۔ میں تو جن سب کو جانتی تھی ان کے لئے میں مر چکی تھی۔ وہ مجھ پر مٹی ڈال کر فاتحہ بھی پڑھ چکے تھے۔ میں رونے لگی اور کہا کہ آپ نے مجھے بچایا ہی کیوں مر جانے دیتیں۔ میں تو ویسے بھی دنیا کے لئے مر چکی ہوں۔"

جانم بی نے میرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور بولیں" تم نے بہت بڑی غلطی کی اور تمہیں سزا اس غلطی سے کہیں بڑی مل گئی ہے۔ اللہ تعالی نے تمہاری زندگی ابھی باقی رکھی ہے تو تم مر کیسے سکتی ہو۔ یہ بتاو کہ اب کہاں جانا ہے۔"

تاشہ جس کا کوئی بھی رشتہ اب باقی نہیں بچا تھا بس پریشان نظروں سے جانم بی کو دیکھنے لگی تو جانم بی بولیں" میں تمہیں اپنے ساتھ لے تو جاوں مگر میری دنیا تمہاری دنیا سے بہت الگ ہے اور پھر انھوں نے مجھے طلسماتی محل کے بارے میں چند جملوں میں تفصیل بتادی اور پوچھا آیا تم میرے ساتھ جانا چاہتی ہو یا نہیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ترنم نے پوچھا" پھر؟"

تاشہ " میرے پاس زندگی تو تھی مگر زندہ رہنے کی نہ تو وجہ تھی اور نہ کوئی ٹھکانہ۔ میرے پاس حامی بھرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں یہ نہیں کہوں گی کہ جانم بی نے زبردستی کی بلکہ انھوں نے تو مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا۔ مجھے تین سال ہوگئے ہیں یہاں آج تک کسی نے مجھے کسی مرد کے پاس جانے کو نہیں کہا۔ نہ ہی کسی اور قسم کی زیادتی کی۔ مگر یہ جگہ تو بدنام زمانہ ہے۔ یہاں آنے کے کئی راستے ہیں مگر یہاں سے واپسی کہاں ممکن ہے اور میری جیسی لڑکیوں کی واپسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جن کے گھر والوں کے لئیے وہ مرچکی ہوں۔ غلطی تو ہم لڑکیوں کی ہے جو انجان مردوں کی باتوں میں آکر اپنے والدین کی محبت اور عزت کو داو پر لگا دیتی ہیں۔

تاشہ خاموش ہوئی تو اقشین بولی " کبھی کبھی ایک غلطی انسان کو آسمان سے زمین پر گرا دیتی ہے۔ تمہاری ایک لمحے کی غلطی نے تمہاری پوری زندگی برباد کردی۔ "

چاروں کی آنکھیں نم تھیں اور لب خاموش، چاروں ہی کسی گہری سوچیں غم ہوگئیں۔ ایک دم سے جانم بی کی آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا" لڑکیوں چلو ناشتے کا وقت ہورہا ہے، ختم کرو واک اور منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلو اور ناشتے پر آجاو۔"

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

آج تو موت سی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھکاوٹ ہے

دل کرتا ہے زندگانی اتار کر رکھ دوں

بیگم سلطانہ گوہر سے ان لڑکیوں کی ملاقات بہت کم ہوتی۔ کوئی خاص محفل منعقد ہوتی یا کسی لڑکی کی بولی لگنی ہوتی تب ہی سلطانہ گوہر نظر آتی ورنہ تمام معملات جانم بی ہی دیکھتی تھی۔ بیگم سلطانہ گوہر کی شخصیت ایسی تھی کہ جو ایک بار دیکھے ان کا دیوانہ ہوجائے۔ ہلکا گندمی رنگ، موٹی موٹی گہری اور اداس مگر بولتی آنکھیں، ان پر لمبی لمبی گھنی پلکیں۔

کالے لمبے گھنے بال۔ پانچ فٹ نوانچ قد پر چوڑی جسامت مگر بلکل سمارٹ ہونٹوں پر ہلکی ہلکی گہرے راز کی طرح پھیلی مسکراہٹ۔ بہت کم بولنا مگر جب بھی بولنا دھیمے لہجے میں کانوں میں شیرنی گھولتی آواز کہ سننے والا صرف بات نہ سنے بلکہ اس کو ماننے پر بھی مجبور ہو جائے۔ اس سب کے برعکس جب وہ غصے میں آتیں تو سامنے والے کو ایسے چپ کروا دیتیں جیسے وہ پیدائشی گونگا ہو۔ ایسی نڈر اور بے باک خاتون کہ کچھ بھی کر گزرنے کی ہمت رکھتیں تھیں۔ اپنی زبان اور فیصلے پر مضبوطی سے کھڑی رہنے والی۔

بیگم سلطانہ گوہر نے طلسماتی محل میں ایک لائبری بنوا رکھی جہاں دینی کتب کے علاوہ معلوماتی اور شاعری کی اردو اور انگریزی میں کتب موجود تھیں۔ اس لائبری کے علاوہ بھی ایک لائبیری تھی جو بیگم سلطانہ کی ذاتی تھی جہاں ان کے من پسند ادیب اور شاعرہ کی ان گنت کتب موجود تھیں۔ بیگم سلطانہ کے کمرے تک رسائی کسی کو حاصل نہ تھی۔ دو ہی لوگ تھے جو ان کے کمرے میں جاسکتے تھے ایک جانم بی اور دوسری ان کی خاص ملازمہ فرح بی۔

بیگم سلطانہ سنگار میز کے سامنے کھڑی گہری سوچ میں گم تھیں جب جانم بی نے ان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، دو مرتبہ دروازہ کھٹکھانے پر بھی جب بیگم سلطانہ کی آواز نہیں آئی تو جانم بی سمجھ گئی کہ بیگم سلطانہ کسی گہری سوچ کا شکار ہیں۔ وہ بنا اجازت کے ہی کمرے میں داخل ہو گئی۔ سنگار میز کے شیشے میں جانم بی کا عکس دیکھ کر جانم بی نے بنا پوچھے جڑے اور بنا بولے آنکھوں ہی آنکھوں میں آنے کی وجہ پوچھی۔ جانم بی بیگم سلطانہ کو اتنی گہری سوچ میں دیکھ کر جان گئی کہ وہ ماضی کی تلخ یادوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔ اپنے آنے کا مقصد بیان کرنے کی بجائے جانم بی ان کا دھیان ہٹانے کے لئے بولیں" ماشاءاللہ خدا نے آپ کو بے تحاشہ خوبصورتی سے نوازا ہے۔ جوان لڑکیاں تیار ہو کر بھی آپ کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

بیگم سلطانہ نے بناوٹی مسکراہٹ اپنے خوبصورت گلابی ہونٹوں پر سنائی اور ایک نظر سنگار میز کے شیشے میں اپ سراپے پر ڈالی۔ وہ واقع ہی بنا میک اپ کے اس عمر میں بھی کسی کو بھی اپنے حسن کا اثیر کر سکتی تھیں۔ خود کے حسن کو ایک لمحہ

کے لئے انھوں نے سراہا اور ساتھ ہی دوسرے لمحے ان کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔ سنگار میز کے سامنے سے ہٹ کر کمرے میں رکھی مخملی روکنگ چیئر پر بیٹھتے ہوئیں لمبی گہری سانس لی اور پھیکی مسکراہٹ ہونٹوں پر لاتے ہوتے بولیں "بچپن میں سنا تھا خدا جسے حسن بخشتا ہے اسے بخت نہیں دیتا اور جسے خوبصورت بخت سے نوازتا ہے اسے حسن سے محروم رکھتا ہے۔ آہ کاش۔۔۔ کاش خدا نے مجھے حسن کی جگہ بخت سے نوازا ہوتا"

بیگم سلطانہ کی بات پر جانم بی کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ جانم بی سے بہتر کون جانتا تھا کہ مدیحہ سے بیگم ممتاز سلطانہ گوہر تک کا سفر کیسے کیا تھا۔ جانم بی کی آنکھوں میں نمی دیکھی تو سلطانہ گوہر گلے کو کھنکارتے ہوئے بولیں "اب اتنا اداس بھی نہ ہوں۔ جانم بی ماضی بہت پیچھے چھوڑ آئیں ہیں ہم دونوں اور پیچھے مڑ کر دیکھنے والے پتھر کے ہو جاتے ہیں تو بہتر ہے آگے کی طرف دیکھ کر چلا جائے۔"

بیگم سلطانہ کمال کا ضبط رکھتی تھیں۔ جانم بی نے اپنی آنکھوں سے باہر آتے آنسوؤں کو آنکھوں میں ہی نہ صرف روک لیا بلکہ خشک کر لیا۔ ممتاز سلطانہ گوہر جانم بی کی طرف دیکھ کر بولیں "یقیناً آپ اس وقت کسی بہت ضروری کام سے ہی میرے کمرے میں آئی ہوں گی تو وہ کیا کام تھا ذرا یاد کر کے بتایئے"

جانم بی نے خود کو بلکل نارمل کرتے ہوئے کہا "آج شام ترنم فضا کی کٹھ اتارنے کی رسم ہے تو پوچھنے آئی تھی کہ کوئی خاص نام ہو جسے مدعو کرنا ہو یا خاص کام ہو تو بتا دیں"

بیگم سلطانہ جانم بی کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں" یہ کام تو قدوسی میاں کا ہے۔ انھوں نے یقیناً کل شام کو ہی ملک بھر کے امراء اور شرفاء تک خبر پہنچا دی ہو گی۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا ترنم اس بات پر دل سے راضی ہے۔"

جواب میں جانم بی نے کہا کہ" میں تسلی کر چکی ہوں ترنم خود یہی چاہتی ہے"

بیگم سلطانہ گہرے سوچ میں گم" ہوں "بول کر چند سیکنڈ خاموش ہوئیں پھر پوچھا" کپڑے اور زیورات ترنم کی مرضی سے لئے گئے ہیں"

جانم بی جانتی تھی کہ کسی بھی لڑکی کی کٹھ اترنے کی رسم ہو بیگم سلطانہ اداس ہو جاتی ہیں اس لئے بات بدلنے کے لئے جانم بی نے سوال کر ڈالا" آپ آج شام میں کیا پہننا پسند کریں گی؟ میں فرح سے کہہ کر آپ کے کپڑے اور زیورات

نکلوادوں"

بیگم ممتاز سلطانہ گوہر روکنگ چیئر سے اٹھ کر ایک بار پھر کمرے میں لگے قد آدم شیشے کے سامنے کھڑی تھیں۔انھوں نے ایک بار پھر خود کو آئینہ میں دیکھ کر جیسے خاموش نظروں سے آئینے سے سوال کیا اور آئینے نے مسکراتے ہوئے اسی خاموشی سے سرگوشی کی" تم کوئی معمولی عورت نہیں تمہارا نام ہی تمہیں سب سے منفرد کرتا ہے ممتاز سلطانہ گوہر۔حسن تم پر ختم ہو جاتا ہے۔تم جو بھی پہنو گی محفل کی جان تم ہی رہو گی۔"

بیگم سلطانہ آئینے کے جواب پر مسکرادیں اور جانم بی سے کہا" فرح بی سے کہہ کر کالی بنارسی ساڑھی نکلوا کر تیار کروا دیں"

جانم بی نے اثرات میں سر ہلایا اور چلی گئی۔

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

باقی آئندہ

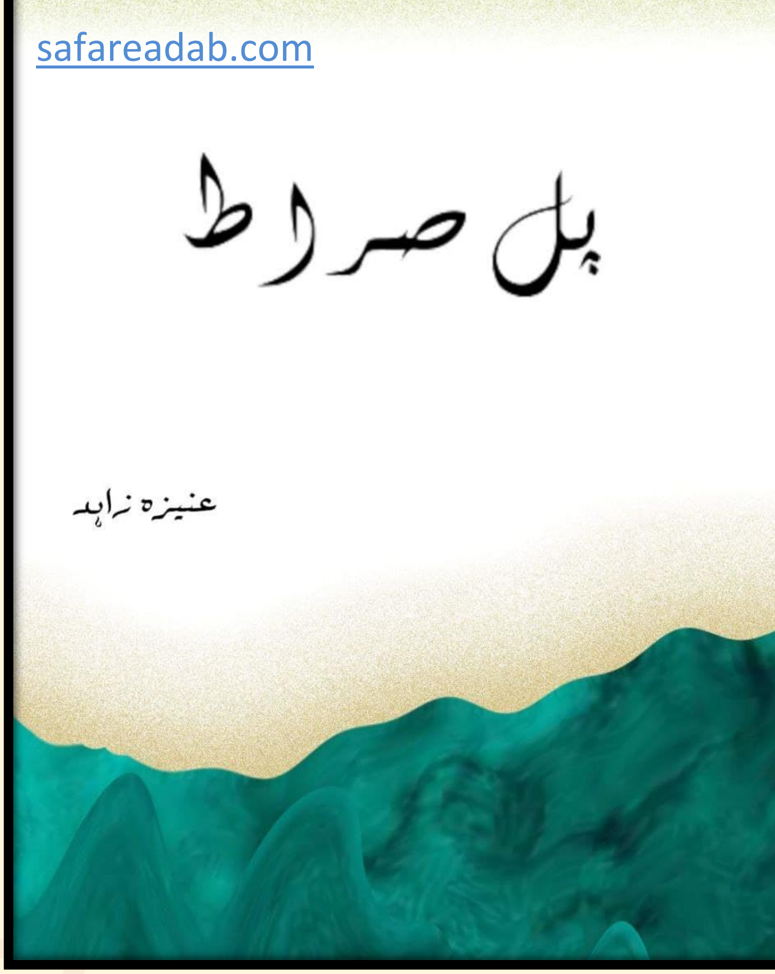

"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آ جائے گی۔'

اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

"یہاں دستخط کرو غازہ ! "کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا مختار بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بُری طرح کانپے تھے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنالیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی جست میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! "سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔

"سچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا ادھورا رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلیج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمیٹڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلیج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو لپیٹے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلیج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ح جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔!" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگِ حبِّ الٰہی تو اترتا نہیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھٹکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے تو بچ جائے گی نا۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پُریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ٹائپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آئمہ۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ ور اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

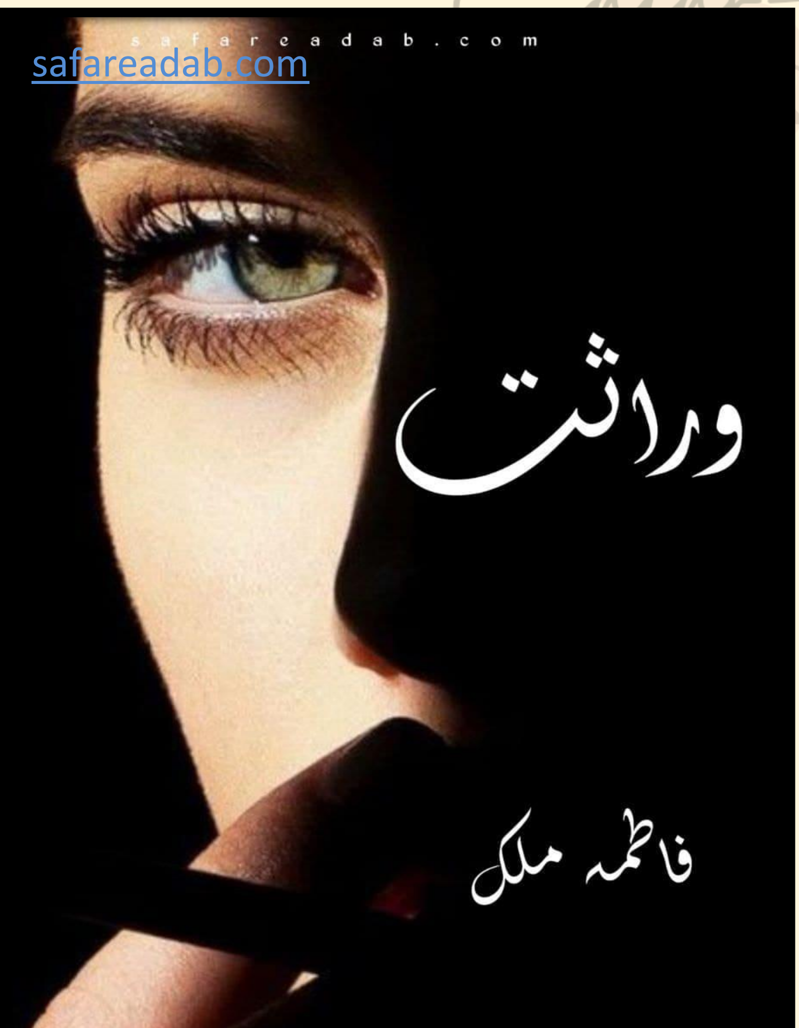

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتی؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنو گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔ یہ کیسا عجیب سا سوال ہے۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ بھلا!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زوردار تھپڑ مار دیا۔۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آ چکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے پلٹی اور حسن خان وہیں دل تھام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج حسن مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے ہسبنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

ناول قفس دل کی ایک جھلک

وہ آفس سے تھکا ہارا گھر واپس آیا تھا۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے، کچھ بال بکھر کر ماتھے پہ گرے تھے، سیاہ آنکھوں میں تھکان واضح تھی، وہ مصروف انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا ،جب کچن میں کھڑے وجود کی پشت پہ اس کی نظر پڑی تھی۔ وہ وہی تھی جسے دیکھ کر اس کا دل جھوم اٹھتا تھا۔ اس کے قدم میکانکی انداز میں اس کی طرف اٹھے تھے۔

"کیا یہ میرا وہم ہے؟ "اس نے گھمبیر آواز میں پوچھا تھا جبکہ وہ عقب سے آنے والی آواز پہ چونکہ تھی۔

"نہیں حقیقت ہے۔ "علوینہ مسکراتی ہوئی اس کی جانب مڑی تھی۔

"اگر حقیقت ہے تو بہت میٹھی ہے۔ "اس نے ہاتھ باندھ کر مسکراتے ہوئے کہا تھا، علوینہ جھنپ کر مسکرائی تھی۔

"چائے یا کافی۔ "علوینہ اس کی تھکن کو محسوس کر گئی تھی، اس لیے اسے آفر کی تھی۔

BEING THE STRIN

"اگر آپ کچھ اچھا سا کھلا دیں تو کرم نوازی ہو گی۔ "
اس نے بچوں جیسا منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا۔
"فریش ہو کر ٹیرس پہ آ جاؤ۔ "علوینہ نے اس کے جاتے ہی چائے کا پانی چڑھایا، فریج سے کباب نکالے اور فرائی کرنا شروع کیے، سینڈوچ وہ پہلے ہی بنا رہی تھی، پندرہ منٹ بعد وہ ساری چیزیں ٹرے میں رکھتی ہوئی ٹیرس پہ چلی گئی، جہاں پہ وہ ردٹراوزر شرٹ میں بیٹھا ڈوبتے سورج کو دیکھ رہا تھا۔علوینہ نے چائے کا کپ اسے تھمایا اور اپنا کپ لیتی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔
س دلگھورتے ہوئے دیکھا تھا، تو پوچھ بیٹھی۔
"ہمم! کیونکہ وہ انصاف کرتا ہے، چاند کو چمکنے کے لیے جگہ دیتا ہے اور خود کی چمک کو قربان کرتا ہوا غائب ہو جاتا ہے۔ "اس نے سورج پہ ہنوز نظریں جمائی رکھی تھیں۔
"سورج ڈھلتا ہے تاکہ وہ دوبارہ نئی چمک کے ساتھ ابھر سکے۔ "علوینہ نے اس کی بات میں اضافہ کیا تھا۔ جس پہ وہ مسکرایا تھا۔

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں کلک کریں۔
safareadab.com

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کاروائی کی جا سکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب